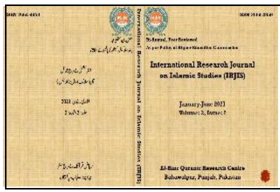

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

شریعت میں علم حاصل کرنے کے لیے سوالات کرنے کی اہمیت: آداب اور فوائد

The Importance of Asking Questions for Seeking Knowledge in Shariah: Etiquettes and Benefits

1. Muhammad Sadiq

M.Phil. Islamic Studies,
Islamiat Teacher, Danish School Boys, Vehari, Punjab, Pakistan
Email: sadiq3890943@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0002-1317-8855

2. Amra Raheem

M.Phil Islamic Studies, ISP Multan, Punjab, Pakistan
Email: amraraheem479@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0002-0423-7032

To cite this article: Muhammad Sadiq & Amra Raheem. 2025. "شریعت میں علم حاصل کرنے کے لیے سوالات کرنے کی اھمیت:آداب اور فوائد: The Importance of Asking Questions for Seeking Knowledge in Shariah: Etiquettes and Benefits". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 7 (Issue 1), 01-16.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 7 || January - June 2025 || P. 01-16
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-7-1-1/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.07.01.u1
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 June 2025
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

This research article explores the significance of asking questions as a vital tool for acquiring knowledge within the framework of Islamic Shariah. The act of inquiry is not merely encouraged in Islam but is considered a fundamental aspect of the learning process, as evident from numerous verses of the Holy Qur'an and traditions of the Prophet Muhammad (ﷺ). The study highlights how the companions of the Prophet (Sahabah) would frequently ask questions to understand matters of faith, practice, and jurisprudence, thereby setting a precedent for future generations. Various hadiths have been examined wherein the Prophet (ﷺ) appreciated intelligent questioning and responded with detailed, enlightening answers. The research article also outlines the etiquette (adab) of asking questions, including sincerity

of intent, respect for the teacher, and timing. Furthermore, the paper discusses the spiritual and intellectual benefits of questioning, such as clarity of understanding, protection from ignorance, strengthening of faith, and enhancement of critical thinking. By drawing upon authentic sources, this research article emphasizes that asking appropriate questions is not only a means of personal growth but also a communal responsibility to preserve and promote true Islamic knowledge. The research concludes by encouraging contemporary Muslims, particularly students and scholars, to revive this noble tradition in the prescribed manner.

Keywords: Islamic Shariah, Knowledge, Asking Questions, Qur'an, Hadith, Companions, Etiquettes of Inquiry, Learning in Islam, Benefits of Questioning, Islamic Education

سوال کا مفہوم اور شرعی حیثیت

سوال کا لغوی مفہوم:

سَألَ یَسأل سُؤالاً و مَسألۃ بمعنی طلب کرنا۔ مانگنا، درخواست کرنا۔

تَسَأل و تسَؤَل **بمعنی مانگنا**۔تَساءَلَ اور تَسَوّلَ القوم **کا معنی ہے ایک دوسرے سے پوچھنا۔**

السؤ لَۃ و السؤل: **کے معنی سوال، درخواست اور التجاء اور فرمائش کے ہیں۔**

المسألۃ: **جمع مسائل جس کے معنی حاجت، طلب و فرمائش کے ہیں۔**

علمی اصطلاح میں وہ قضیہ جس پر برہان قائم کیا جائے یا وہ معاملہ جس کو غور و فکر کر کے حل کیا جائے۔

اَلمَسالَۃُ تَحتَ البَحثِ: **زیر بحث سوال یا مسئلہ۔**

السّائل: **طلب، سوال کنندہ، فقیر، خیرات مانگنے والا۔ قرآن پاک میں بھی سوال کے لئے یہ الفاظ استعمال کیا گیا ہے۔**

"وَاَمَّا السَّاۗىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔"[1]

"اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ"

السُّؤَال: **خیرات طلبی، حدیث میں ہے:** نَهَی عن کثرتِ السّؤال، **طلب، فرمائش۔ طالب علم کا استاد سے استفسار۔**

المسُؤل: **جواب دہ، ذمہ دار، ارکان حکومت میں سے وہ شخص جس پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔**[2]

لفظِ سوال ان تمام معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے جن معانی کے لئے حروف استفہام آتے ہیں۔[3]

سوال کے اصطلاحی معنی:

اَلسُّـوَال : **کسی چیز کی معرفت حاصل کرنے کی استدعا یا اس چیز کی استدعا کرنے کے ہیں جو مؤدی الی المعرفۃ ہو، ایسے ہی مال کی استدعا یا اس چیز کی استدعا کرنے کو بھی سُوال کہا جاتا ہے جو مؤدی الی المال ہو۔**[4]

---

[1]Al-Qur'an, Ad-Duha:10.

[2] Maulana Waheeduddin Qasimi, Al-Qamus Al-Muheet (Lahore: Idarah Islamiat, 2001), p. 735 & Louis Ma'luf, Al-Munjid (Lahore: Khazina 'Ilm wa Adab, 2004), p. 353.

[3] Muhammad bin Ya'qub, Basaa'ir Dhawi at-Tamyeez fi Lataa'if al-Kitaab al-'Azeez (Cairo: Dar al-Fikr al-'Arabi, 1387), 2:162

لفظِ سوال کا معنوی استعمال:

جب کسی چیز کی معرفت کی استدعا کا جواب دینا مقصود ہو تو زبان سے دیا جاتا ہے اور قائم مقام زبان اشارہ یا کتابت سے بھی دیا جا سکتا ہے۔

جب مال کی استدعا کا جواب دینا ہو تو وہ ہاتھ سے دیا جاتا ہے لیکن زبان سے جواب بھی قائم مقام بن سکتا ہے۔

لفظِ سوال کا لغوی استعمال:

جب لفظِ سوال کسی چیز کی معرفت حاصل کرنے کے لیے ہو تو مفعول ثانی کی طرف متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور کبھی بواسطہ حرفِ جار جیسے:

سالتہ کذا، سالتہ عن کذا،سالتہ بکذا۔ حروف جار میں سے بھی بواسطہ عن زیادہ مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔[5]

"یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں۔"

"وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ۔"[6]

"آپ سے ذوالقرنین کا واقعہ یہ لوگ دریافت کر رہے ہیں۔"

ان دونوں آیتوں میں یسئلونک کے بعد حرّف جار مستعمل ہے۔ جب لفظِ سوال طلبِ مال کے لئے ہو تو وہ متعدی بنفسہ بھی ہوتا ہے اور بذریعہ مِن کے بھی چنانچہ فرمایا:

"وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ"۔[7]

"اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔"

وَاسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا۔[8]

"اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہو تم ان سے طلب کر و اور جو کچھ انہوں نے اپنی عورتوں پر خرچ کیا وہ تم سے طلب کر لیں۔"

"وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ۔"[9]

"اور خدا سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو۔"

فقیر کو بھی جب وہ کسی چیز کی استدعا کرے تو اسے سائل کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

"وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ"۔[10]

"اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا۔"

"لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔"[11]

"مانگنے والے اور نہ مانگنے والے۔"

---

[4]Muhammad Raghib al-Asfahani, Mufradaat al-Qur'an (Lahore: Sheikh Shams al-Haq, 1987), 2:516.
[5]Al-Qur'an, Al-Anfal:1.
[6] Al-Qur'an, Al-Kahf:83.
[7]Al-Qur'an, Al-Ahzab:53.
[8] Al-Qur'an, Al-Mumtahanah:10.
[9] Al-Qur'an, An-Nisa:32.
[10]Al-Qur'an, Ad-Duha:10.
[11]Al-Qur'an, Adh-Dhariyat:19.

ان سب جگہوں میں اول جگہ کے علاوہ سب میں متعدی بنفسہ سوال کا مادہ مستعمل ہے۔ ان میں پہلی آیت "من" کے واسطہ سے متعدی ہے۔

سوال کی اہمیت

علم حاصل کرنا فرض ہے۔ حصولِ علم کے لئے معلوم کرنا لازمی امر ہے یہی سوال کہلاتا ہے۔ حصولِ علم کے لئے سوال بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سوالات علم کی چابیاں ہیں سوال علم کی راہ ہے۔ جب تک اسے اختیار نہ کیا جائے گا تب تک علم حاصل نہیں ہو گا پھر عمل بھی ممکن نہیں ہو سکے گا اس لیئے سوال کو لازم اور حصول علم کو فرض قرار دیا گیا۔

ذیل میں اقوال سلف کی روشنی میں سوال کی اہمیت ذکر کی گئی ہے۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں:

"العلم خزائن و تفتحها المسائل۔"[12]

"علم خزانہ کی مانند ہے جو مسائل پوچھنے سے ہی کھلتا ہے۔"

امام باقلانی فرماتے ہیں:

"العلم قفل و مفتاحہ المسألۃ۔"[13]

"علم تالہ ہے جس کی چابی پوچھنا یعنی سوال کرنا ہے۔"

امام حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"العلم سؤال و جواب۔ "

"سوال و جواب ہی علم ہے۔"

طالب علم کثرتِ سوال سے ہی کثیر علم حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کیسے حاصل کیا تو آپ نے فرمایا:

"بلسان سؤول و قلب عقول۔ "[14]

زیادہ پوچھنے والی زبان اور اچھی طرح سمجھنے والے دل کی بدولت [15]

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

”اذ أرادالله بعبده خيرا سدده و جعل سؤاله عما يعنيه۔“[16]

”اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے بندہ سے خیر و بھلائی چاہتے ہیں تو اس کے معاملات سیدھے کر دیتے ہیں اور اس کے سوال مفید ترین امور سے متعلق کر دیتے ہیں۔“

سوال طرز تعلیم میں اہم ترین طریقہِ تعلم ہے اور اسلامی تاریخ میں اس کی بہت اہمیت بھی ہے اور یہ اسلوبِ تعلیم صحابہ کرام اور تابعین میں بہت زیادہ عام تھا: چنانچہ حضرت علی سے منقول ہے آپ نے فرمایا:

---

[12] Ahmad bin ‘Ali, Al-Faqih wa al-Mutafaqqih (Dammam: Dar Ibn al-Jawziyyah, 1996), 2:62.
[13]Ibid
[14] Ibid, 2:65.
[15] Ahmad bin Hanbal, Fada’il as-Sahabah (Karachi: Dar al-Isha‘at, 0062), 1:270.
[16]Ibid, 2:65.

"العلم خزائن، ومفتاحه السؤال، فاسألوا يرحمكم الله، فإنه يؤجر فيه أربعة: السائل، والمعلم، والمستمع، والمحب لهم۔"[17]

"علم خزانے کی مانند جس کی چابی سوال کرنا ہے۔اللہ تم پر رحم فرمائے سوال کیا کرو اس میں چار قسم کے لوگوں کو اجر سے نوازا جاتا ہے۔"

1۔سوال کرنے والے کو۔2جس سے سوال کیا جائے 3۔سوال وجواب سننے والوں کو4۔ان لوگوں سے محبت کرنے والوں کو۔[18]

سوال و جواب کا یہ اسلوب ہمارے اسلاف میں عام تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس اسلوب کو خصوصاً اختیار فرمایا اور اپنے شاگردوں کو سوال کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔تابعین میں حسن بصری،ابراہیم نخعی،عکرمہ اور ابن سیرین رحمہم اللہ یہ اسلوب اختیار فرمایا کرتے تھے۔ان کی رائے یہ ہے کہ جب تک شاگرد استاد سے اور استاد شاگردوں سے سوال نہیں کرتے تو ان کو درست علم حاصل نہیں ہو سکتا اور ان کی علمی ترقی بھی رک جاتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ فکری جمود کی شکل ظاہر ہوتا ہے۔اسی لئے سوال کو نصف علم کہا گیا اور علماء نے سیکھنے اور حصول علم کے لئے سوال کی تاکید کی ہے اور اس کی ترغیب اور اہتمام فرمایا اور فرمایا کہ عالم کو علم کے باوجود خاموش رہنا مناسب نہیں اور نہ ہی جاہل کو اپنے جہل کو باقی رکھنا مناسب ہے۔سوال پوچھنے کی اہمیت دین میں کبار اعلام کے ہاں بہت زیادہ رہی ہے ذیل میں ہم سوال سے متعلق کبار اعلام کی آراء نقل کرتے ہیں۔

علامہ ماوردی فرماتے ہیں

"وقد شدد على استعمال الأسئلة، وتشجيع المتعلم على السؤال، حيث كان يرى أن كثرة السؤال فيما التبس ليست إعناتا، وأن الأسئلة مفاتيح العلم، وأن الأحاديث النبوية تحض المتعلم على السؤال، وأنها جعلت حسن السؤال نصف العلم"[19]۔

"آپ علم کے حصول میں سوال وجواب کے طریقہ کی تاکید کرتے اور اس پر سختی سے عمل کروایا کرتے تھے اور طالب علم کو سوال کرنے کی ترغیب اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور طالب کو اس بارے میں کوئی رعایت دینے کے قائل نہیں تھے فرماتے تھے سوال علم کے حصول کی سب سے بڑی چابی ہے۔احادیث نبویہ بھی طالب علم کو سوال کرنے کی ترغیب دیتی ہیں کیونکہ سوال نصف علم ہے۔"

خطیب احمد بغداد فرماتے ہیں

"ركز على أسلوبين من أساليب التعليم كان يرى أن لهما علاقة وثيقة بالاجتهاد والتحرر من التقليد، وهما: أسلوب الأسئلة، وأسلوب المناظرة۔"[20]

"تعلیم کے تمام تر اسالیب میں سے دو اسالیب کو بہت زیادہ اہمیت دیا کرتے تھے۔سوال وجواب کا اسلوب دوسرا اسلوبِ مناظرہ۔" فرماتے تھے اجتہاد کے حصول اور تقلید سے بچاؤ کے لئے یہی دو چیزیں مؤثر ترین ہیں۔

---

[17] Ibid, 2:60.
[18] Ibid, 3:192.
[19] ‘Ali bin Muhammad, Adab ad-Deen wa ad-Dunya (Beirut: Dar al-Minhaj li an-Nashr wa at-Tawzi‘, 2013), p. 10.
[20] Majid ‘Arsan al-Kilani, Tatawwur Mafhoom an-Nazariyyah at-Tarbawiyyah al-Islamiyyah (Beirut: Dar Ibn Kathir, 1985), p. 152.

ابن جماعہ فرماتے ہیں

’’قد دعا المعلم - بعد فراغه من الدرس - أن يطرح بعض الأسئلة التي تكشف عن مدى فهم التلاميذ لما شرح، شريطة أن تنطلق هذه الأسئلة من منطلق واضح ومحدد٢. كما يرى أن العلم إنما يتوصل إليه بطرح المسائل، ودعا إلى حسن فهم السؤال۔‘‘[21]

’’استاد اپنے سبق کے اختتام پر اپنے شاگردوں کے مستویٰ کے مطابق کچھ سوالات کرے اور پھر ان سے جواب کا مطالبہ کرے۔ اس سے وہ جواب سیکھیں گے ورنہ کم از کم اچھے طریقے سے سوال کرنے اور سمجھنے کا طریقہ تو ضرور سیکھ لیں گے۔‘‘

ابن خلدون فرماتے ہیں

’’أن أيسر طرق ملكة التعلم فتق اللسان بالمحاورة والمناظرة في المسائل العلمية، فهو الذي يقرب شأنها ويحصل مرامها‘‘[22]

’’علم کے حصول کا بہترین طریقہ علمی مسائل میں مناظرہ، بحث ومباحثہ اور سوال وجواب کا طریقہ ہے۔‘‘

سوال کی خصوصیات

جدید و قدیم منہج سوال سے سوال کا منہج ربانی سب مناہج سے فائق ہے۔ سوال سے متعلق منہج ربانی کیا ہے۔ سوال میں کون کون سی خصوصیات ہونا چاہیے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

وضاحت

قرآن وحدیث میں وارد مسئلہ الفاظ وترکیب عبارت میں بالکل واضح ہیں مقصد عبارت تحقیقی ہے ابہام وغیر محقق مضمون سے خالی ہے۔

اختصار

قرآن کی عبارات مسئلہ میں غور کیا جائے تو اکثر عبارات اتنا مختصر ہیں کہ تین کلمات یا اس سے کم کلمات پر مشتمل ہیں۔ مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’’يَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔‘‘[23]

"یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں۔"

’’وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔‘‘[24]

"اور یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔"

---

[21] Muhammad bin Ibrahim, Tadhkirat as-Sami‘ wa al-Mutakallim fi Aadaab al-‘Aalim wa al-Muta‘allim (Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1996), p. 185.

[22] ‘Abd ar-Rahman bin Khaldun, Muqaddimah Ibn Khaldun (Beirut: Dar al-Fikr, 1986), p. 431.

[23] Al-Qur'an, Al-Anfal:1.

[24] Al-Qur'an, Al-Isra:85.

سوالات سے متصل جوابات

قرآن پاک کے ذکر کردہ اکثر سوالات کے فوراً بعد جوابات بھی اسی آیت میں مذکور ہیں۔ یہ بھی سوال کی خصوصیت ہے کہ جواب بھی ساتھ ہی ذکر کیا گیا ہے۔[25]

جیسے فرمانِ الٰہی ہے:

"ویسئلونک عن الجبال فقل لنسفھاً ربی لنسفا۔"[26]

شمولیت و عمومیت

قرآن نے ایک بنیادی تربیتی انداز اختیار کیا ہے ایسا انداز جو ایک مسلم کی زندگی کے تمام پہلو کو شامل ہو اور پیش آمدہ اکثر بنیادی ضروریات لازمہ کو عام و تام ہو اور اسی طرح سوالات کے ضمن میں مسلم و مشرکین و منافقین اور اہل کتاب سب کے لئے عام دعوتی انداز اختیار کیا ہے اور سب گروہوں کے سوالات کو قرآن نے اہمیت سے ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حکیمانہ انداز سے سوال کے مناسب اغراض و مقاصد کے ساتھ جواب ذکر فرمائے۔

عقیدہ کا اہتمام

قرآن نے توحید خالص کو قلوب عباد میں پیوست کرنے کے لئے سوال کا استعمال بکثرت کیا۔ یہ سوال کر کے کہ آسمانوں و زمینوں کا خالق کون ہے؟ چاند و سورج کو مسخر کرنے والا کون ہے؟ اور کس نے بنجر و ویران زمین سبزہ کھلیان میں بدل کر زندگی بخشی اور کون سب کا خالق ہے اور کس نے ہر چیز کو زندگی و حیات بخشی ان سب سوالات کے بعد قرآن جو نتیجہ متعین کرتا ہے اس تک بندہ پہنچ جائے اور وہ نتیجہ ہے خالص توحید کو ماننا اور اعتقاد رکھنا اور اس کا اقرار کرنا وہ کہ لا شریک لہ کی خالص عبادت ہے۔

جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّـرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔"[27]

"اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں۔"

"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔"[28]

"اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہو گا اللہ تعالیٰ نے آپ کہہ دیجئے کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے، بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں۔"

"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔"[29]

---

[25] Muhammad Sha'ban 'Alwan wa ad-Dr. Nu'man Sha'ban 'Alwan, Balaaghat al-Qur'an (Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1994), p. 32.
[26] Al-Qur'an, Ta-Ha:15.
[27] Al-Qur'an, Al-'Ankabut:61.
[28] Al-Qur'an, Al-'Ankabut:63.
[29] Al-Qur'an, Az-Zukhruf:87.

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً جواب دیں گے اللہ نے، پھر یہ کہاں الٹے جاتے ہیں۔

اہل علم و معرفت اور اہل ذکر سے سوالات

قرآن کریم نے علم و معرفت کا حصول اس کے ثقہ و صحیح مصادر سے حاصل کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰي عَلَي الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔــلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔''[30]

"وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا وہ رحمان ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبردار سے پوچھ لیں۔"

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔''[31]

"آپ سے پہلے بھی ہم مردوں کو ہی بھیجتے رہے، جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو۔"

''وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ۔''[32]

"ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔"

قرآن کریم نے یہ سب خصوصیات سوال کی اس لئے بیان کی ہیں کہ جواب کی بنیاد اصل میں سوال ہی ہوتی ہے وہ اساس ممتاز صفات والی ہونی چاہیے تاکہ جواب کی عمارت بھی مضبوط ہو۔ قرآنی سوالات، انداز سولات اور سوال کو خصوصیات کی بدولت ہی تربیتی و تعلیمی ہمہ قسمیں سوالات سے اپنے مضمون، عبادات اور نتائج کے اعتبار سے بالاتر ہیں۔

سوال کرنے کے آداب

علم کا حصول جتنا لازمی وضروری ہے اتنا علم واصحابِ علم کی قدر و منزلت بھی لازم ہے اس کے لئے حصول کے لئے آداب کا خیال رکھنا اور ان کی رعایت کرنا لازم وواجب ہے ذیل میں چند آداب مذکور ہیں۔

مفید سوال کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

''ما رأيت قوماكا نواخيرامن أصحاب رسول الله ماكا نوايسألون الاعما ينفعهم۔''

"میں نے حضور ﷺ کے صحابہ سے بہترین لوگ نہیں دیکھے وہ بھی سوال کرتے تھے جو ان کے لئے نفع بخش ہوتے تھے۔"

سوال جھگڑا یا برائی کی نیت سے نہیں عمل کی نیت سے کرنا

میمون بن مہران فرماتے ہیں: حسن المسألة نصف الفقه ۔ اچھے سوالات کرنا آدھی فقہ ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

---

[30] Al-Qur'an, Al-Furqan:59.
[31]Al-Qur'an, An-Nahl:43.
[32]Al-Qur'an, Al-Anbiya:8.

سائل کے سوال کے الفاظ کا چناؤ اچھا ہو۔الفاظ وعبارتِ سوال سے نرمی جھلک رہی ہو۔عاجزی واحتیاج سے سوال کرنا۔

امام حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابن منیرؒ نے فرمایا حضورِ اقدس ﷺ کے ارشاد(یعلکم معالم دینکم)سے یہ معلوم ہوتا ہے اچھا سوال ہی علم و تعلیم کہلاتا ہے کیونکہ جبرائیل سے سوائے سوال کے کوئی اور عمل صادر نہیں ہوا اسی کو علم کہا گیا۔

ابن حجرؒ کا قول یہیں سے مشہور ہوا۔

"حسن السؤال نصف العلم۔ "

"اچھا سوال آدھا علم ہے۔"

اہم مسئلہ سے متعلق پہلے سوال کرنا

ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابتداءاہم سوال سے کی جائے۔ حسن سوال کو آدھا علم کیا گیا ہے۔امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں: علم کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ حسن سوال ہے۔ بہت سے لوگ اچھے سوال نہ کرنے کی وجہ سے نہیں علم سے ہو جاتے ہیں۔[33]

غیر مفید امور سے متعلق سوال نہ کرنا

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں یاجوج ماجوج سے متعلق ان سے سوال کیا گیا کہ وہ مسلمان ہیں؟ آپ نے سائل سے فرمایا: کیا آپ نے اور امور سے متعلق محکم علم حاصل کر لیا کہ اب یہی رہ گیا تھا؟

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ سے مسئلہ پوچھا گیا تو آپ غصہ ہوگئے اور فرمایا:

''خذ ما تنتفع به و ایاک و هذه المسائل المحدثة''

"مفید سوال کرو ان فضول سوالات سے بچو۔"

غیر معلوم امور سے متعلق ہی سوال کرنا چاہیے

امام ابن حزم ظاہریؒ فرماتے: سائل کی صفت یہ ہے کہ وہ غیر امور سے متعلق سوال کرتا ہے نہ وہ چیزیں پوچھتا ہے جو اسے پہلے سے معلوم ہوں کیونکہ معلوم چیزیں پھر سے معلوم کرنا اپنے آپ کو فضول امور میں مشغول کرنا ہے اور سائل و مسؤول کے وقت کا ضیاع ہے اور بعض مرتبہ دشمنی کا سبب بھی بن جاتا ہے۔

مجلس میں سامعین کے فائدہ کے لئے سوال کرنا

امام نوویؒ فرماتے ہیں: جو شخص عالم کی مجلس میں حاضر ہو اور اہل مجلس کی کوئی ضرورت معلوم ہو جس کے بارے میں وہ خود سوال نہیں کر رہے ہیں تو اس کا اس نیت سے سوال کرنا کہ سب کو جواب معلوم جائے بہتر ہے۔علامہ صالح بن فوزان فرماتے ہیں یہ وہی طریقہ جو حضرت جبرئیل نے اپنایا کیونکہ وہ جوابات پہلے سے جانتے تھے محض صحابہ کرام کی تعلیم کے لئے سوالات کیے۔

[33] Muhammad bin Ibrahim, Tadhkirat as-Sami‘ wa al-Mutakallim fi Adab al-‘Aalim wa al-Mu‘allim (Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1986), p. 422.

عمل کی نیت سے سوال کرنا جھگڑے و مقابلے کے لئے نہیں

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"التفقہ فی الدین و السؤال عن العلم انمایحمد اذا کان للعمل لاللمراء و الجدال۔"

"دینی سمجھ کا حصول اور علمی سوال کرنا قابل ستائش ہیں بشر طیکہ مقابلہ و جھگڑا کی نیت سے نہیں عمل کے لیے ہو۔"

اسی وجہ سے اکثر صحابہ کرام وتابعین کرام ایسے امور جو واقع نہیں ہوئے ان سے متعلق سوال کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور جواب بھی نہیں دیتے تھے چنانچہ زید بن ثابت سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو آپ سائل سے پوچھتے کیا ایسا ہو چکا ہے اگر وہ نہیں کہتے تو آپ فرماتے چھوڑ دو یہاں تک یہ مسئلہ پیش بھی آجائے۔

سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا:

اسلام سلامتی و محبت اور بھائی چارے کا دین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔ سلام اجنبیت ختم کرنے کے بعد انسیت پیدا کرنے کا سبب ہے۔ اس لئے جنابِ نبی کریم ﷺ نے سائل کو ترغیب دی ہے کہ سوال کرنے سے پہلے مجیب کو سلام کرے۔[34]

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ کہ جنابِ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من بداءکم بالسوال قبل السلام فلا تجبیوہ۔"[35]

"جو شخص سلام سے پہلے کوئی بات پوچھے تو اس کو جواب نہ دیں۔"

نفع وفائدہ مند امور سے متعلق سوال کیا جائے

فرمان ربانی ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ ۭعَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔"[36]

"اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کر دیئے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حلیم والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کو درست سوال کرنے کا حکم دیا وہ یہ ہے کہ بے فائدہ سوالات نہ کیے جائیں۔ ایسے سوالات کیے جائیں جس کا دنیوی و اخروی کوئی نہ کوئی فائدہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ علم نافع وہ کہلاتا ہے جس سے حکم الٰہی یا حکم الرسول کی معرفت حاصل ہو جائے۔

---

[34] Fu’ad Siraj ‘Abd al-Ghaffar, Al-‘Adhb adh-Dhilaal fi Bayaan Anwaa‘ as-Salaam (Beirut: Dar Ibn Hazm, 2008), 1:319.
[35] Sulaiman bin Ahmad, Al-Mu‘jam al-Awsat (Cairo: Dar al-Haramayn, 1995), p. 429.
[36] Al-Qur'an, Al-Ma’idah:101.

زیادتی علم کی نیت سے سوال کیا جائے

’’فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔‘‘[37]

"پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے تو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کر اس سے پہلے کہ تیری طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے، ہاں یہ دعا کر کہ پروردگار میرا علم بڑھا۔"

’’وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔‘‘[38]

"اور یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دے دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔"

اللہ تبارک و تعالی نے رسول ﷺ کو زیادتی علم کی دعا کرنے کا حکم دیا کیونکہ علم بھلائی ہے اور بھلائی کی کثرت اور اللہ تعالی نے اپنے رسول کو علم کے سواء کسی چیز میں زیادتی طلب کی نصیحت نہیں کی۔انسان کو نسا اوقات علم حاصل بھی ہوتا ہے لیکن اسے مزید سے مزید تر علم کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا پوارا واقعہ اسی مضمون کے گرد ہے کہ انسان جس علم و مرتبہ پہ ہو اسے علم کی مزید ضرورت اور احتیاج رہتی ہے۔

لوگوں کی برائی سے متعلق سوال نہ کرنا

ایک آدمی نے حضور اقدس ﷺ سے شر کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا:

’’لا تسئلو عن الشر و اسالو نی عن الحتیر یقولها ثلاتا‘‘

"مجھ سے شر کے بارے میں تم نہ پوچھو مجھ سے خیر کے بارے میں پوچھو(تین بار فرمایا)"

گہری سوچ رکھنے والے عالم کی موجودگی میں عام علماء سے سوال نہ کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں سوال پوچھا گیا تو انہوں نے کہا بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا اور تو حضرت عبداللہ کے یہاں جا شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔پھر حضرت ابن مسعود سے پوچھا گیا اور حضرت ابو موسیٰ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ اگر میں ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو جاؤں گا۔

سوال کو اختصار سے بیان کرنا

یہ بہت ہی اہم ادب ہے کیونکہ وقت قیمتی ترین چیز ہے اور وقت زندگی ہے۔وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔وقت جلد ختم ہو جاتا ہے۔عام طور پر لوگ کسی مسئلہ میں بات کرتے کرتے اسے اتنا لمبا کرتے ہیں کہ مسؤل کو اصل مسئلہ بھی بھول جاتا ہے۔اس لئے لازم ہے کہ سوال کرنے والا واضح مگر مختصر سوال بیان کرکے مجیب کو جواب دینے کا موقع دے۔[39]

[37]Al-Qur'an, Ta-Ha:114.
[38]Al-Qur'an, Al-Isra:85.
[39]‘A’id Qarni, Iqra’ Bismi Rabbik (Beirut: Dar Ibn Hazm, 2000), p. 22.

جس سے سوال کیا جائے، اس سے ادب سے پیش آئے

قصہ خضر و موسیٰؑ میں ہے:

’’قَالَ لَهٗ مُوْسٰي هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓي اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔‘‘[40]

"اس سے موسیٰ نے کہا کہ میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھادیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔"

حضرت موسیٰ جو افضل ہیں نبی ہیں وہ مفول سے ملاطفت کا حسنِ ادب میں مبالغہ کرتے ہوئے اپنے مقام سے اتر کر سوال کرتے ہیں۔ایسے ہی حدیث میں ہے: کیا تو مجھے دکھا سکتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کیسے وضو کرتے ہیں۔

سوال واضح کرنا چاہیے کچھ مخفی نہ رکھا جائے

بعض سوال کرتے وقت اپنی دلی بیماریوں کی وجہ سے اپنی خواہش کے مطابق جواب کے طالب ہوتے ہیں اس کے لئے وہ ایسی بات چھپا لیتے ہیں جس سے مسئلہ کی نوعیت بدل کر جواب بدل جاتا ہے وہ تھوڑی سی بات ظاہر کرتے ہیں اور جواب لیکر اپنی مخفی بات کو ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں کہ فلاں مفتی نے میرے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے۔

سوال کے فوائد

آیت قرآنیہ سوال کے فوائد سے بھری پڑی ہیں جیسے کہ معرفت و علم کی زیادتی شک وریب کا خاتمہ، نصیحت وتذکیر سے بہت بڑے فوائد ہیں۔ان میں بعض اہم فوائد کو ہم ذکر کریں گے۔

سوال سے علم و معرفت حاصل ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’’وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔‘‘[41]

"اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو"

آیت میں ہے کہ اگر تمہیں گزشتہ امتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں اور تمہیں شک ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رسول بنایا ہے یا نہیں تو تم ان لوگوں سے پوچھ جو اس کا علم رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی کتابیں نازل ہوئیں جنہوں نے ان کتابوں کو پڑھا اور سمجھا۔ان سب کے ہاں یہ بات محقق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بستیوں میں انسانوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے۔اہل کتاب میں سے یہود و نصاری سے پوچھ لو کہ ہم نے اولاد آدم میں سے مردوں کو رسول بنا کر بھیجا جیسے محمد عربی ﷺ۔اللہ تعالیٰ نے غیر بشر کو رسول نہیں بنایا جیسے موسیٰؑ غیر بشر نہیں اور غیر مرد نہیں۔

---

[40] Al-Qur'an, Al-Kahf:66.

[41] Al-Qur'an, An-Nahl:43.

سوال کرنے سے شک وشبہ ختم ہو جاتے ہیں:

فرمانِ الٰہی ہے:

’’فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْــَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔‘‘[42]

"پھر اگر آپ اس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھئے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں، بیشک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے۔ آپ ہر گز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔"

اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ سے فرماتے ہیں اگر اس کی بابت شک میں ہے جو ہم نے آپ کی اتارا ہے کہ آیا صحیح ہے یا غیر صحیح تو ان سے پوچھ لیں جو انصاف پسند اہل کتاب اور راسخ العلم علماء میں ہیں وہ آپ کی صفات تورات وانجیل سے جانتے ہیں کی آپ نبی ہیں خاتم المرسلین ہیں اور جو کچھ آپ کے پاس اپنے رب کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے وہ سب حق وسچ ہے آپ صحت اسلام میں اور اس دین پر بر حق ہونے میں شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا چاہیے[43]

اپنے موقف پر بطور استشہاد سوال کرنا:

جیسے فرمانِ الٰہی ہے:

’’وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰي تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔــلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰي مَسْحُوْرًا۔‘‘[44]

"ہم نے موسیٰ کو نو معجزے بالکل صاف صاف عطا فرمائے، تو خود ہی بنی اسرائیل سے پوچھ لے کہ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو فرعون بولا کہ اے موسیٰ! میرے خیال میں تو تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔"

حضورِ اکرم ﷺ کا یہود مدینہ سے سوال کرنا اپنے موقف نبوت اور حضرت موسیٰ کی نشانیوں کی خبر کے صدق پر ہے تاکہ تمام یہودیوں اور علماء یہود کے سامنے حضورِ اکرم ﷺ کی خبرِ نبوت بھی سچ ابھر کر سامنے آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق ہم نے موسیٰ کی عمران کو نو واضح نشانیاں (معجزات) عطا فرمائی تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے یہ حضرت موسیٰؑ کی حقیقت نبوت وصدقِ نبوت پر واضح دلائل ہیں۔

سوال سے تعظیم و بزرگی کا اظہار ہوتا ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

’’الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰي عَلَي الْعَرْشِ ښ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔــلْ بِهٖ خَبِيْرًا‘‘۔[45]

---

[42]Al-Qur'an, Yunus:94.

[43] ‘Abd ar-Rahman bin Nasir as-Sa‘di, Tayseer al-Kareem ar-Rahman fi Tafseer Kalaam al-Mannaan (Cairo: Dar al-Hadith, 2005), 5:321.

[44] Al-Qur'an, Al-Isra:101.

[45] Al-Qur'an, Al-Furqan:59.

"وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا وہ رحمان ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبر دار سے پوچھ لیں۔"

آسمانوں و زمینوں کو پیدا کرنا پھر اتنی شان کے مطابق ان پر جلوہ افروز ہونا سب اللہ رحمٰن کا کام ہے فسئل بہ خبیرا۔ اس کی تحقیق مطلوب ہو تو کسی باخبر سے پوچھنا اور تصدیق کرنا۔ باخبر سے مراد حق تعالیٰ یا جبریل امین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت بھلا اللہ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ اس سوال سے مقصود جلال الہیٰ و عظمت ربانی کا اظہار ہے۔

سوال سرزنش و رولانے کے لئے ہونا:

کفار و مشرکین کو جہنم کے عذابِ شدید میں ڈالنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے دنیا میں رہنے کی مدت کے بارے میں پوچھیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

’’قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ۔ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَاۗدِّيْنَ۔قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔‘‘[46]

"اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ زمین میں باعتبار برسوں کی گنتی کے کس قدر رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم، گنتی گننے والوں سے بھی پوچھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی الواقع تم وہاں بہت ہی کم رہے ہوائے کاش! تم اسے پہلے ہی جان لیتے؟"

مشرکین مکہ سے قیامت کے عرصات یا دوزخ میں اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ زمین کتنی مدت رہے کبھی حالت زندگی میں اور کبھی مرنے کے بعد قبروں میں (یہ سوال تکبیت کے طور پر ہوگا) وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے کم (یاد نہیں) فَسْـَٔلِ الْعَاۗدِّيْنَ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لے یعنی ہم تو جس عذاب میں گرفتار ہیں وہ ہم کو گنتی سے مانع ہے۔ اس آیت میں سوال کا فائدہ توبیخ و تکیت سرزنش اور مزید رولانا ہے۔

سوال سے جرم کا اقرار اور تنبیہ ہو جاتی ہے:

فرمانِ الٰہی ہے:

’’وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰي لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙقَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَــقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰي صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔‘‘[47]

"اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں ایک نظر تم کو دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکوگے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا، بیشک آپ کی ذات پاک ہے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔"

---

[46] Al-Qur'an, Al-Mu’minun:112–114.
[47] Al-Qur'an, Al-A‘raf:143.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ یہودیوں سے اقرار کرانے اور کفر ومعصیت کو تنبیہ کرنے کے لئے ان کے پہلے باپ دادوں کی بابت سوال کیجئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی مخالفت کی تھی۔ان کی سرکشی اور حیلہ جوئی کی وجہ سے ہماری اچانک پکڑان پر مسلط ہوئی۔ان لوگوں کی یہ بستی بحر قلزم کے کنارے واقع تھی جس کا نام ایلہ تھا۔مدین اور طور کے درمیان یہ شہر تھا۔انہیں حکم ملا کہ یہ ہفتہ کے دن کی حرمت کریں اور اس دن شکار نہ کریں۔ادھر مچھلیوں کی حالت بحکم الٰہی یہ ہوئی کہ ہفتے والے دن چڑھی چلی آتیں کھلم کھلا ہاتھ لگتیں تیرتی پھرتی سب طرف سے سمٹ کر آجاتیں اور پھر جب ہفتہ نہ ہوتا ایک مچھلی بھی نظر نہ آتی بلکہ تلاش پر بھی ہاتھ نہ لگتی۔ چونکہ یہ لوگ فاسق تھے اس لئے ہم نے بھی ان کو اس طرح آزمایا آخر ان لوگوں نے حیلہ جوئی شروع کی۔ایسے اسباب جمع کرنے شروع کیے جو باطن میں اس حرام کام کا ذریعہ بن جائیں اور ان کا انجام یہ ہوا کہ ان کو بندر وخنزیر بنادیا گیا۔ان کے حرام کا آپ بھی اقرار کرتے ہیں اور توآپ کو جرم والحساب یاد کر کے متنبہ ہوجانا چاہیے۔

چیلنج کرنا:

جیسے حضرت ابراہیمؑ نے جب بتوں کو توڑ کر پاش پاش کیا اور قوم نے ایسا کرنے والے کے بارے میں پوچھا تو قوم کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا تمہارے جھوٹے خدا جو اپنے آپ کو نقصان سے نہیں بچا سکتے وہ تمہارے والدین کو اور تمہیں بھلا کیسے نفع دے سکتے ہیں۔ان میں سے کوئی نہیں جو آپ کے نفع ونقصان کا مالک بن سکے۔

اس لئے فرمایا:

’’قَالَ بَلْ فَعَلَه ٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْــٴَـلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ۔‘‘[48]

"آپ نے جواب دیا بلکہ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے تم اپنے خداؤں سے پوچھ لو، اگر یہ بولتے چالتے ہوں۔"

انجان کو متنبہ کرنا کہ وہ غلطی نہ کر بیٹھے:

جیسے فرمانِ الٰہی:

’’اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْــٴَـلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُؕ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ‘‘۔[49]

"کیا تم اپنے رسول سے یہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا تھا (سنو) ایمان کو کفر سے بدلنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ مومنین کو تنبیہ کرتا ہے وہ حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح کم بختی میں نہ پڑیں اور اپنے پیغمبر سے خواہ مخواہ دلائل نہ پوچھیں اور نہ ہی فارق عادات باتوں کا مطالبہ کریں۔ جیسے بنی اسرائیل نے یہ حرکت اپنے نبی کو تنگ کرنے کے کئے کی تھی۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے قدرتی انجام سے ڈراتے ہیں کیونکہ اس روش کا انجام گمراہی اور ایمان کے بعد کفر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔اس انجام تک پہلے بنی اسرائیل پہنچ چکے ہیں اور اب ان لوگوں کی دلی خواہش ہے کہ مسلمان بھی اس انجام تک پہنچ جائیں۔

---

[48] Al-Qur'an, Al-Anbiya:63

[49] Al-Qur'an, Al-Baqarah:108.

خلاصۃ البحث:

المختصر تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ قرآن و حدیث میں ممنوعہ سوالات ذکر کیے گئے ہیں۔ حصول علم کے لئے سوال کرنا اتنا اہم ہے کہ قرآن مجید کی چھیالیس سورتوں میں ایک سو تیرہ بار اس کا استعمال ہوا ہے۔اس ضمن میں معلوم ہوا کہ قرآن میں اکثر سوال استفہامی کا استعمال ہوا ہے کیونکہ سوال استفہامی کا اکثر استعمال طلب معرفت کے لئے ہوتا ہے اگرچہ بعض اوقات دوسرے معانی میں مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے استفہامات، سوال استفہامی کی ہی شکل میں قرآن میں وارد ہیں۔سب سے کم استعمال سوال انکاری مستعمل ہے۔ توحید کے ضمن میں سوال تقریری کا استعمال ہوا ہے۔اسلام یہ باور کراتا ہے کہ سوال کرنے سے کسی چیز کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور سوال سے کسی بھی چیز کے بارے میں سائل کی سوچ تبدیل ہو جاتی ہے۔سوال سے علم و معرفت حاصل ہوتی ہے۔سوال سے شکوک و شبہات ختم ہوتے ہیں پھر یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔سوال سے اصلاح ہوتی ہے۔اصلاح کا پہلو کوئی بھی ہو سکتا ہے سوال سے مزید خطا و غلطی سے بچا جا سکتا ہے۔بعض سوالات سے تنبیہ اور سرزنش ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے سوچ و مؤقف کا زاویہ تبدیل ہو جاتا ہے جس سے علمی و عملی اصلاح ممکن ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)